مولانا محمد یسین مدظلہٗ
نائب مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان

وہ اکثر یاد آتے ہیں۔

ایک دفعہ ان کے سامنے کسی نے خواجہ حافظ کی مشہور غزل کے یہ چند اشعار پڑھے

نہ ہر کہ چہرہ برا فروخت دل بری داند
نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند
نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست
کلاہ داری و آئین سروری داند
ہزار نکتۂ باریک تر زمو اینجا است
نہ ہر کہ سر بہ تراشد قلندری داند

فرمایا کہ یہاں خواجہ حافظ رہ گئے اور حزیں بنارسی بہت آگے نکل گئے ہیں۔ پھر حزیں کے حسبِ ذیل اشعار پڑھے:

نہ ہر کہ طبل و علم ساخت سروری داند
نہ ہر کہ تاخت بہ لشکر سکندری داند
خیال سایہ نشینان قد یار جدا است
وگرنہ ہر شجرے سایہ گستری داند
علو فطرت و طبع رسا خدا داد است
نہ ہر گیا ہے کہ روید صنوبری داند
زہر دہان و لب نکتہ دل نشیں نہ شود
نہ ہر کہ خطبہ بخواند پیغمبری داند

حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے راقم کو بھی رفاقت کا شرف حاصل تھا۔ شیخ محمد اکرام کا "ارمغان پاک" دیکھا فرمایا ذرا شعرا کی فہرست پڑھو، راقم نے حزیں بنارسی کا نام پڑھا تو کہا اس کا منتخب کلام سنائیے۔

راقم نے حزیں کا سارا کلام جو ارمغان پاک میں منتخب تھا سنایا فرمایا "جس شخص نے حزیں کے کلام کا انتخاب کرتے وقت حسب ذیل اشعار نظر انداز کر دیئے ہیں۔ اس نے چنداں انصاف نہیں کیا ہے بہرحال اپنا اپنا ذوق ہے،

پھر یہ اشعار سنائے۔

حلالم بادمستی ہا مبارک سینہ چاکی ہا
قدح پیمودہ و گل در گریباں کردہ می آید

حزیں امشب نگاہ رہزن میغا نہ پردازش
زمستی تکیہ ہر جانب بہ مژگاں کردہ می آید

پھر حزیں کے لوح مزار کے حسب ذیل اشعار سنائے

زباں دان محبت بودہ ام دیگر نمی دانم
ہمی دانم کہ گوش از دوست پیغامے شنید ایں جا
حزیں از پائے رہ پیما بسے سرگشتگی دیدم
سر شوریدہ برہالین آسائش رسید ایں جا

یہ تو قلندر کی ایک بات تھی۔ اب سالک کی سنئیے یعنی نظام الدین اولیا کی:

شرط است کہ باامر خدا دم نہ زنی
کیں نوع کہ گفتی نہ تو مردی نہ زنی
گِل را چہ مجال است کہ پرسد زکلال
از بہر چہ سازی و چرامی شکنی

بیماریوں کے ہجوم اور مصائب کی یلغار میں اس کوہ استقامت کے معتقدات میں ادنیٰ لغزش بھی رونما نہ ہوئی، ہر مزاج پرسی کرنے والے کو خندہ پیشانی سے الحمد للہ کہہ کر جواب دیتے فرماتے "ہاں بھائی! الحمد للہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔ اس سے بدتر حالت بھی تو ہو سکتی ہے اور میں تو ادھر سے شر کا قائل ہی نہیں ہوں، کوئی اللہ تعالیٰ ہمارے دشمن یا شریک ہیں جو ہمیں شر اور ایذا پہنچائیں، ادھر تو خیر ہی خیر ہے، صرف ہمارا استعمال بعض چیزوں کو شر بنادیتا ہے وہاں تو خیر ہی خیر ہے، وہ جو کچھ ہمارے لئے کرتے ہیں بہتر ہوتا ہے اگرچہ وہ ہمارے فہم سے بالاتر کیوں نہ ہو"

اس کے بعد ایک مجذوب کا واقعہ ارشاد فرمایا کہ ان کی خدمت میں ایک رئیس حاضر ہوا اس نے عرض کیا "حضرت کچھ پریشانیاں ہیں دعا کرو" حضرت مجذوب نے فرمایا "یہی پریشانیاں کہ خدا آپ کی بات نہیں مانتا یعنی جو کچھ آپ چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتا۔ تو آپ اس کی بات مان لیجئے وہ اس کے زیادہ لائق ہے پریشانیاں دُور ہو جائیں گی۔ مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بھائی اس کے سوا چارہ نہیں۔ الحمد للہ کہنے ہی میں خیر ہے۔ حضرت قلندر پانی پتی نے اس مسئلہ پر اعتراض کیا تو حضرت نظام الدین اولیاء نے کیا خوب جواب دیا۔

گہے راست کند او صورت مردی و زنی
گہہ بشکند جامۂ جاں راز تنی
کس نیست کہ پرسد استاد قضا را
از بہرچہ سازی و چرامی شکنی

فرمایا میری دوستی اور دشمنی ایک دفعہ ہوتی ہے۔ اگر ایک دفعہ دوست سے گزند پہنچ جائے یا کوئی دوست بن کر مکاریوں اور فریب کاریوں کا ہدف بنائے۔ تو عمر بھر اس پر کبھی اعتماد نہیں کیا۔

"چناں رویم کہ دیگر بگردِ ما نرسی"

یہ بلیغ فقرا بیہ کے شعر کا دوسرا مصرعہ ہے مکمل شعر یہ ہے۔

شدیم خاک رہت گر بہ دردِ ما نرسی
چناں رویم کہ دیگر بگردِ ما نرسی

کسی ایک اور محفل میں جب اپنے اس نظریہ کا اظہار فرمایا تو ارشاد ہوا

دل نیست کبوتر کہ پرد باز نشیند
از گوشۂ بامے کہ پریدیم پریدیم

مابخیر شما بہ سلامت۔ بس اسے کنارہ کشی سمجھئے یا دشمنی، میری طرف سے صرف اتنا ہوتا ہے، الحمد للہ کہ میں نے آج تک نہ کسی کے متعلق برا سوچا ہے اور نہ برا کیا ہے۔ انگریز اور مرزائی کے سوا، جہاں تک بس چلا ان کے متعلق برا سوچا بھی اور کیا بھی"!

"عمر بھر ان پر کبھی اعتماد نہیں کیا" اس فقرے کو بڑے زور دار لہجے میں فرما رہے تھے، راقم نے چھیڑنے کی غرض سے کہا کہ "کمال ضد ہے" تو فرمایا ارے جاہل ضد نہیں یہ ایمان ہے حدیث میں کیا پڑھا ہے؟

لایلدغ المومن من حجر واحد مرتین

"مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ ڈنگ نہیں کھاتا"۔

فرمایا لوگ تعجب کرتے ہیں کہ میں کہاں سے کھاتا ہوں؟ ہائے اصغر کس وقت یاد آ گئے

میں رند بادہ کش بھی بے نیاز جام و ساغر بھی
رگ ہر تاک سے آتی ہے کھنچ کر میری قسمت کی

میرا تو ہمیشہ خدا کی دستگیری پر ہاتھ رہا ہے، میرا رزق میرے پیچھے دوڑتا ہے، کبھی قبول کرتا ہوں اور کبھی رد کرتا ہوں، میں تو اپنے اللہ کا کوڑھی ہوں، مجھے وہ صرف رزق دیتا ہی نہیں بلکہ میری ٹھوڑی سے پکڑتا ہے اور میرے منہ میں ڈالتا ہے

بے مگس ہرگز نہ باشد عنکبوت
رزق را روزی رساں پر می دہد

دنیا میں چار قیمتی چیزیں محبت کے قابل ہیں۔ مال، جان، آبرو، ایمان، لیکن جب جان پر کوئی مصیبت آئے تو مال قربان کرنا چاہیے اور آبرو پر کوئی آفت آئے تو مال اور جان دونوں کو۔ اور اگر ایمان پر کوئی ابتلا آئے تو مال، جان اور آبرو سب کو قربان کرنا چاہیے اور اگر ان سب کے قربان کرنے سے ایمان محفوظ رہتا ہے تو یہ سودا سستا ہے

فرمایا "شریف کبھی بزدل نہیں ہوتا، کمینہ کبھی بہادر نہیں ہوتا۔ کمینے پر جب کوئی ابتلا آتی ہے تو دشمن کے سامنے ایڑیاں رگڑتا ہے اور شریف۔ جب دشمن اس کے قابو میں آتا ہے تو اسے معاف کردیتا ہے اور نہ ماضی کے کسی واقعہ پر اسے مطعون ہی کرتا ہے میاں (وہ اپنی زبان میں حضور ﷺ کو میاں کے نام سے پکارتے) کی شرافت اور بہادری دیکھئے جب حضرت عمرؓ نے ایمان لانے کے بعد عرض کیا حضرت کعبہ میں کیوں نماز نہیں پڑھتے؟" تو فرمایا

"تیری قوم نہیں پڑھنے دیتی"

حالانکہ کعبہ میں نماز پڑھنے سے رکاوٹ تو حضرت عمرؓ تھے مگر یہ نہیں فرمایا کہ آپ نہیں پڑھنے دیتے تھے، سبحان اللہ، سبحان اللہ کیا شرافت ہے"

اس کے بعد چند کمینے سیاسی لیڈروں کا ذکر آیا اور چند کمینہ صفت صحافیوں کا جو لوگوں کے ماضی کے بخیئے ادھیڑتے ہیں اور بزعم خویش اسے حب الوطنی خیال کرتے ہیں، چنانچہ اسی مناسبت سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

خونے کہ مشک گشت دلش می شود سیاہ
زاں سفلہ کن حذر کہ بہ دولت رسیدہ است
غنی

انار دانہ پختہ شود بکنداند پوست را
کمینہ گر بزرگ شود برنجاند دوست را
صائب

نہ ہر کہ صدر نشیند عزیز شد کہ غبار
اگر بدیدہ فتد طوطیہ طیا نخواہد بود
یحییٰ

سفلۂ خوش پوش را برمسند خود جا دہ
کفش گر زریں بود برسر نمی باید نہاد
یحییٰ

اس عالم کی بے ثباتی اور ناپائیداری حیات کے متعلق حضرت کے ملفوظات نہایت دلچسپ اور علمی ہوتے تھے، اس موضوع پر غالب ان کا بڑا معاون ثابت ہوتا، راقم نے مختلف مجلسوں میں اس موضوع پر حسب ذیل اشعار سنے

ہستی کے مت فریب میں آجا ئیو اسد
عالم تمام حلقہ دامِ خیال ہے

مصرعہ ثانی کو کچھ اس رنگ سے پڑھتے کہ کائنات کا ایک ایک ذرہ اسیرِ دامِ خیال ہوجاتا

ہاں کھائیو مت فریبِ ہستی
ہر چند کہیں "ہے" کہ نہیں ہے

دوسرے مصرعہ میں جس نفی واثبات کا ذکر ہے اس کے پڑھنے میں ایک عجیب سماں پیدا کرتے۔

جزنام نہیں صورتِ عالم مجھے منظور
جزو ہم نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے

یہ حیات دنیوی ان کے نزدیک مرگ کا درجہ رکھتی تھی۔ انہوں نے اپنے کلام میں بھی اس طرح ذکر کیا ہے "مردیم وردانتظار مرگیم" فرماتے یہ کوئی حیات ہے لاحول ولاقوت، ہمیں تو اس حیات کے مسئلہ میں ابو طالب کلیم کی تعبیر پسند ہے۔

بدنامی حیات دو روزے نبود بیش
واں ہم کلیم باتو چہ گویم چساں گزشت
یک روز صرف بستنِ دلِ شد باین واں
روز گر بکندنِ دل زین وآں گزشت

کلیم نے حیات نہیں کہا بلکہ تہمت حیات سے تعبیر کیا ہے"

اپنی نشست گاہ میں تشریف فرما تھے، ان دنوں روس کے مصنوعی سیارے فضا میں پرواز کر رہے اور اشتراکی مبلغ لوگوں کو یہ باور کراتے پھر رہے تھے کہ از روئے مذہب اسلام آسمان پر کوئی نہیں جاسکتا ہے۔ حضرت مرحوم کے سامنے کسی نے اس کا ذکر کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا:

ہم تو انسان کے اعلیٰ علیین تک پہنچنے پر ایمان لائے بیٹھے ہیں، یہ چاند اور ستارے تو راستے میں ہیں۔ لیکن مجھے اس کامیابی (فضائی تسخیر) پر کوئی مسرت ہے نہ تعجب، ہم تو تب مانیں گے جب یہ موت کا کوئی علاج کر دکھلائیں اور کسی آدمی کے متعلق یہ فیصلہ کردیں کہ اب وہ نہیں مرے گا تو پھر میں انہی کو سجدہ کرلوں گا۔

مدت سے لئے پھرتا ہوں اک سجدۂ بے تاب
ان سے کوئی پوچھے وہ خدا ہیں کہ نہیں ہیں

کبھی کبھی اپنے احوال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے:

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
گومشتِ خاک ماہم برباد رفتہ باشد

شاہ جی کی قرآن کریم سے شیفتگی اور والہانہ محبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ استثنائی صورتوں میں قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے آپ کا عقیدہ تھا کہ میرے لئے جو کچھ ہے قرآن مجید میں موجود ہے۔ اگر آج دنیا قرآن کو چھوڑ کر دوسری کتابوں پر نگاہ

کر سکتی ہے۔ تو میں دوسری کتابوں سے روگردانی کر کے صرف کتاب الہیٰ پر اپنی توجہ کیوں نہ مرتکز کروں، میں تو قرآن کا مبلغ ہوں میری باتوں میں اگر کوئی تاثیر ہے تو وہ صرف قرآن کی۔

خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے ایک جولاہے مرید کا واقعہ ارشاد فرمایا کہ وہ ہر سال حضرت خواجہ کی خدمت میں ایک لنگی ہدیہ لایا کرتا تھا۔ ایک سال ناغہ کرنے کے بعد دوسرے سال دو لنگیاں ہدیہ لایا، حضرت نے گزشتہ سال غیر حاضری کا سبب پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ گزشتہ سال لنگی مکمل نہیں ہوسکی تھی۔ اس لئے حاضر نہ ہوسکا، تو فوراً حضرت نے لنگیوں کو آگ لگوادی اور فرمایا

"جھڑی شئے یار کنوں نکھیڑے اونکوں بھالا"

"یعنی جو چیز یار سے جدا کرے اسے آگ لگا دو"۔ میں بھی یہی کہتا ہوں جو چیز مجھے قرآن سے جدا کرے اسے آگ لگادو۔

چوں غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
ماقصہ سکندر و دارا نخوانده ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا پرس

شاہ جی کے ایک عقیدت مند عالم دین حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کر کے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ وہ اپنے پاکیزہ سفر کے تاثرات بیان کر رہے تھے۔ دوران گفتگو انہوں نے ایک حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا کہ جب تک حج بیت اللہ کا سلسلہ جاری ہے اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی، حج و طواف جب لوگ چھوڑ دیں گے تو دنیا نیست و نابود ہوجائے گی" اس حدیث کے بعد حضرت شاہ جی نے رشید الدین وطواط کا حسب ذیل شعر پڑھا۔

از صد سخنِ پیرم یک نکتہ مرا یادست
عالم نشود ویراں تا میکدہ آبادست

اوصافِ حمیدہ اخلاق عظیمہ کا مجسمہ تھے۔ اپنی شخصیت کو ابھارنے کا خیال تک نہ لاتے ہمیشہ دوسروں کے محاسن کا بڑی فراخ دلی سے اعتراف کرتے، خود بینی سے احتراز فرماتے، اکثر کہا کرتے، میں تو گندگی کا ڈھیر ہوں، اللہ میاں نے سفید چادر ڈال کر اوپر عطاء اللہ لکھ دیا ہے۔ ارے بھائی ہم دوسروں کے عیب کیا دیکھیں، ہمیں تو اپنے عیبوں سے فرصت نہیں ملتی۔

ہم نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسد
سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

دوسروں کے عیب تلاش کرنا کوئی آدمی کا کام ہے۔ حضرت شیخ سعدی دو باتوں میں دین کا خلاصہ ذکر کر گئے ہیں۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندرز فرمود بروئے آب
یکے آن کہ برغیر بد بیں مباش
دگر آں کہ برخویش خود بیں مباش

سادہ طریق زندگی حضرت مرحوم کو بے حد پسند تھا۔ اسباب کی فراوانی اور تکلفات کے بندھنوں کو قہر خداوندی سے تعبیر کرتے، افرنگی صوفے، ایرانی قالین " انہیں لہو رلاتے، حجاج کرام سے جب عربوں کے عیش و عشرت کے واقعات سنتے تو بے حد افسوس کا اظہار کرتے اور اپنی گرجدار آواز میں فرماتے "کروڑ لعنت ہو اس رحم پر جہاں سے فرنگی کا نطفہ ڈھل کر آتا ہے۔ دیکھو عربوں کو کس کثرت سے اسباب عیش و تنعم فراہم کررہا ہے۔ تاکہ یہ مشکل پسند شتربان کسی کام کے نہ رہیں"

عیش کوشی، آرزوؤں کا ہجوم، کثرتِ حاجات خدا سے بُعد کے اسباب شمار فرماتے۔ ایک دفعہ میر کا یہ شعر۔

سراپا آرزو ہونے نے بندہ کردیا ہم کو
وگرنہ ہم خدا تھے گر دل بے مدعا ہوتے

پڑھتے ہوئے فرمایا کہ حاجتیں جس قدر کم ہوتی ہیں بندہ خدا کے قریب ہوتا جاتا ہے اور کوئی حاجت نہ ہو تو خدا ہے۔

اپنے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اگر میرے ساتھ بیوی بچوں کا دھندا نہ ہوتا تو میں کسی دریا کے کنارے خاک و خس کی کٹیا میں زندگی گزارتا، وقتِ ضرورت اعدائے دین، دشمنان اسلام پر حملہ آور ہوتا اور پھر اپنی کٹیا میں آ پناہ لیتا"

اس کے بعد جمالی، ابن یمین، احمد رضا کے چند اشعار سنائے جنہیں طوالت کے پیش نظر چھوڑ رہا ہوں۔ صرف جمالی کے اشعار عرض ہیں۔

لنگکے زیرو لنگکے بالا
نے غم و زرد و نے غم کالا
گزکے بوریا و پوستکے
دلکے درد مند و دوستکے
ایں قدر بس بود جمالی را
عاشقِ رند لا ابالی را

ایک عقیدت مند حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ کہیں ملازمت کا امیدوار تھا، اس نے اپنی آمد کا مقصد عرض کیا اور ایک آفیسر کے نام سفارشی مکتوب کی خواہش کا اظہار کیا، جواباً شاہ جی نے فرمایا:

" بھائی میں تو نوکریاں چھڑانے والا پیر ہوں، اگر ملازمت کے لئے کسی سفارش کی ضرورت ہے تو کسی

سجادہ نشین یا کسی مخدوم یا کسی بڑے لیڈر کے پاس جاؤ، ہماری آشنا نوازی کا یہ عالم ہے کہ اگر آپ کہیں ملازم ہوں اور آپ کے اعلیٰ افسر کو معلوم ہو جائے کہ یہ عطاء اللہ شاہ کا ملنے والا ہے تو فوراً آپ پر کوئی آفت ٹوٹ پڑے گی۔ اور آپ ملازمت سے سبکدوش ہو کر آرام سے گھر میں بیٹھے ہوں گے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میرا رشتہ میں پھوپھی کا بیٹا فوج میں بھرتی ہو گیا، میں اس کی خالہ کو ملنے کے لئے گیا جو میرا بھانجا نہیں تھا رشتہ کی پھوپھی کا بیٹا تھا والدہ فوت ہو چکی تھیں خالہ نے پالا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کے غم میں رو رہی تھی میں نے اسے کہا دیکھو پھوپھی اگر تیرا بیٹا ہفتے کے اندر واپس آوے تو میرا کیا انعام؟ کچھ انعام طے پا گیا۔ میں نے اسی روز اس کو ایک خط لکھا (وہ اس وقت بنگال کی کسی چھاؤنی میں تھا)

"عزیزم: آپ بڑی مناسب جگہ پہنچ گئے ہیں اپنے کام کی رفتار سے مجھے مطلع کرتے رہنا وغیرہ وغیرہ"

نیچے میں نے دستخط کئے

سید عطاء اللہ شاہ بخاری

خط سنسر ہو کر اس یونٹ کے انگریز کرنل کو پہنچا۔ اس نے فوراً میرے بھائی کو بلایا اور پوچھا کون ہے عطاء اللہ شاہ؟" اس نے بتایا تو کرنل نے اسے واپس نہیں جانے دیا بلکہ اس کا سامان وغیرہ منگوا کر فوراً چھاؤنی سے نکل جانے کا حکم دیا"

اس کے بعد سفارشی مکتوب لینے والے کو فرمایا بھائی ہمارا نام تو اس کام کے لئے ہے اگر کہیں ملازم ہو جاؤ تو پھر میری خدمات حاضر ہیں۔

اے ہم نفساں آتشم از من بگریزد
ہر کس کہ شود ہمرہ ما دشمن خویش است

شاہ جی ویدوں اور اپنشدوں کے زمانے کے رشی ہیں ان کی شکل "والمیک رشی" کی لاہور کے عجائب گھر میں رکھی ہوئی تصویر سے مشابہ ہے آواز میں ان کی گنگا کی پوترتا اور جمنا کی سندرتا ہے۔ (۱۹۲۹ء)

پون کمار لاہوری (ہندو قلم کار)